Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ
عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

فون ۴۴۹

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

الفضل ربوہ

بروز منگل

The Daily
ALFAZL
RABWAH

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

قیمت فی پرچہ ۲۰ پیسے

جلد ۶۲/۲۷	یکم جمادی الثانی ۱۳۹۳ھ، ۳ وفا ۱۳۵۲ہش، ۳ جولائی ۱۹۷۳ء	نمبر ۱۴۹

اخبار احمدیہ

ربوہ ۲ ر وفا۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ:-

گرمی کی وجہ سے ضعف ہے ویسے عام طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمدللہ

احباب جماعت حضور کی صحت کاملہ وعاجلہ اور درازیٔ عمر کے لئے دعائیں کرتے رہیں۔

محترم مولانا عبدالمالک خان صاحب ناظر اصلاح و ارشاد ربوہ کی صاحبزادی (اہلیہ مکرم ڈاکٹر لطیف احمد صاحب قریشی) کا گنگارام ہسپتال لاہور میں اپریشن ہوا ہے جو خدا تعالیٰ کے فضل سے کامیاب رہا ہے۔

احباب ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا کریں۔

خطبہ جمعہ

ہم میں سے ہر ایک کو یہ کوشش کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ اسکی روحانی زندگی کا سلسلہ اسکی نسل میں بھی قائم رکھے

ربوہ میں کثرت سے درخت لگا کر اسے سرسبز و شاداب بنا دینا چاہیئے!

قرآن کریم کے متن کی اشاعت پر پابندی لگانا نہ عقلاً صحیح ہے نہ مذہباً جائز

قرآن کریم ہماری جان ہے اس کو چھوڑ کر ہم زندہ نہیں رہ سکتے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۶ صلح ۱۳۵۲ہش مطابق ۲۶ جنوری ۱۹۷۳ء بمقام مسجد اقصیٰ ربوہ

مرتبہ:- مکرم یوسف سلیم صاحب شاہد ایم اے انچارج شعبہ زودنویسی

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیہ کریمہ تلاوت فرمائی:-

اِنَّ اللّٰہَ خَالِقُ الْحَبِّ وَالنَّوٰی ؕ یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَ مُخْرِجُ الْمَیِّتِ مِنَ الْحَیِّ ؕ ذٰلِکُمُ اللّٰہُ فَاَنّٰی تُؤْفَکُوْنَ ۝ (الانعام ۹۶)

اس کے بعد فرمایا:-

دمشق سے ہمارے ایک عزیز نوجوان السید ابوالفرج الحصنی صاحب اردو اور دینی تعلیم کے حصول کیلئے یہاں آئے ہوئے ہیں۔ چند دن یا شاید ایک دو ہفتے ہوئے کہ دمشق میں اُن کی والدہ (جو احمدی نہیں تھیں) وفات پاگئیں۔
اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۝

اگر انسان کو صرف اپنی ماں اور باپ کے پیار کا سہارا ہوتا تو انکی جدائی پر انسانوں پر ایک مصیبت نازل ہو جاتی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ہمیں یہ بتایا گیا کہ ہمارا پیدا کرنے والا رب ہم سے کتنا پیار کرتا ہے۔ وہ ہم سے ہماری ماؤں سے بھی زیادہ اور ہمارے باپوں سے بھی زیادہ پیار کرتا ہے۔ اس لئے ہماری یہ دعا ہے کہ ہمارے یہ عزیز بھائی خدا تعالیٰ کے اس پیار کو پلنے والے ہوں اور والدہ کی جدائی اُن پر شاق نہ گزرے۔

جہاں تک زندگی اور موت کا تعلق ہے اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے ہاتھ میں رکھا ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت کاملہ سے

زندگی اور موت

کو اپنے بنائے ہوئے قانون کے اندر باندھ رکھا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ جو سب قدرتوں کا مالک ہے اور تمام صفاتِ حسنہ سے متصف ہے اور جس کے اندر کوئی عیب، کمزوری اور نقص نہیں اُس نے ہمیں بتایا ہے کہ میں ہی مُردہ سے زندہ کو پیدا کرتا ہوں اور پھر زندوں سے موت کو نکالتا ہوں۔ زندگی اور موت صرف انسانوں سے تعلق نہیں رکھتی، صرف جانداروں سے تعلق نہیں رکھتی بلکہ غیر جانداروں سے بھی اس کا تعلق ہے۔ مثلاً درخت ہیں گو اُن میں زندگی تو پائی جاتی ہے لیکن وہ انسان کی طرح زندہ نہیں ہوتے اسلئے وہ زندہ بھی ہوتے ہیں اور مُردہ بھی ہوتے ہیں۔ وہ خوبصورت پھولوں اور پھلوں سے لدے ہوئے بھی ہوتے ہیں اور ھشیم یعنی سوکھی ٹہنیوں کی طرح بھی ہمیں نظر آتے ہیں۔ درختوں میں بھی خدا تعالیٰ کا یہ قانون جاری ہے کہ

پبلشر:- مسعود احمد۔ پرنٹر:- سید عبدالحی۔ مطبع: ضیاء الاسلام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اجتماعی اور نوعی زندگی

اور بقا کے لئے درخت کی موت میں سے زندگی کا چشمہ پھوٹتا ہے مثلاً کیلے کا درخت ہے جب یہ اپنے موسم میں پھل دیتا ہے تو پھل دینے والے تنے کو ناکارہ سمجھ کر کاٹ دیا جاتا ہے لیکن اس کی جڑوں میں سے تین چار کیلے کے پودے نکل آتے ہیں جن سے خدا تعالےٰ کے قانون کے مطابق اچھا پھل ملتا ہو تو وہاں سے نکال کر دوسری جگہوں پر لگا دیا جاتا ہے اور اس طرح ایک سے کئی پودے نکلتے رہتے ہیں یعنی درخت اپنے پیچھے بظاہر زندگی سے محروم بیج چھوڑ جاتے ہیں۔ مگر اس بیج میں سے جس میں انسان کی ظاہری آنکھ زندگی نہیں دیکھ رہی ہوتی اللہ تعالےٰ اس میں سے زندگی کو پیدا کرتا ہے مثلاً آم کی گٹھلی سے آم کا پودا نکل آتا ہے اور مالٹے کی ٹہنیوں سے جو درخت سے کٹنے کی وجہ سے بظاہر مردہ ہو جاتی ہیں انسان اُن سے آنکھ پیوند کرتا ہے اور اللہ تعالےٰ اُن میں زندگی کی لہر دوڑا دیتا ہے۔

پس موت سے زندگی کو پیدا کرنا

اللہ تعالےٰ کا ایک عظیم قانون

ہے اس میں اس کی ایک زبردست شان نظر آتی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے یہ قانون اپنے ہاتھ میں رکھا ہوا ہے۔ پھر زندگی اور موت دونوں جسمانی بھی ہوتی ہیں اور روحانی بھی۔ جہاں تک بنیادی قوانین کا تعلق ہے یہ دونوں پر حاوی اور جاری ہیں۔ جب انسان کی اپنی ہی شامتِ اعمال کے نتیجہ میں اللہ تعالےٰ کو اس کی زندگی ختم کرنا مقصود ہو تو وہ انسان جسمانی طور پر وفات پا جاتا ہے گو اس طرح جسمانی اور روحانی لحاظ سے اس کا دُنیا سے کوئی تعلق نہیں رہتا لیکن ایک شخص جو روحانی طور پر خدا تعالےٰ کا فدائی اور جاں نثار رہتا ہے جب وفات پا جاتا ہے تو اس کی نیکی کسی نہ کسی شکل میں باقی رہتی ہے اس کی مثال اس درخت کی ہوتی ہے جس کی جڑوں میں سے ویسے ہی یا بعض دفعہ اس سے بھی اچھے پودے نکلتے نظر آتے ہیں جو شخص اللہ تعالےٰ سے پیار نہیں کرتا وہ جب مر جاتا ہے تو اس کے درختِ وجود سے ایسے پودے نکلتے نظر نہیں آتے بلکہ کیا جسمانی اور کیا روحانی ہر دو لحاظ سے اس دنیا میں اس کی زندگی ختم ہو جاتی ہے۔ اس قسم کے انسان اور اس کی زندگی کے انجام کے متعلق اللہ تعالےٰ نے سورۃ قمر میں فرمایا ہے کہ جب لوگوں نے ہمارے رسولوں کا انکار کیا اور ان کے مقابلہ پر کھڑے ہو گئے اور اس طرح انہوں نے ہماری ناراضگی مول لی تو دُنیوی لحاظ سے ہم نے ان کو

کھشیم المحتظر (القمر ۳۲)

یعنی ان سوکھی ہوئی ٹہنیوں کی طرح بنا دیا جن سے ایک باڑ بنانے والا باڑ بناتا ہے اور جن کے اندر کوئی زندگی نہیں ہوتی۔

ھشیم کے معنے ٹوٹی ہوئی یا توڑی ہوئی چیز کے ہوتے ہیں مثلاً گندم کے متعلق کہا جاتے تو یہ بھوسے کی شکل میں ہوگی اور اگر یہ لفظ درختوں کے متعلق استعمال ہو تو ایسے درخت کو بھی ہم ھشیم کہیں گے جو جڑوں سے نکل کر خشک ہو گیا ہو اور زندگی کی کوئی رمق اس کے اندر باقی نہ ہو اور ان سوکھی ہوئی ٹہنیوں کو بھی ہم ھشیم ہی کہیں گے جو خواہ ہمیں درخت پر نظر آئیں خواہ وہ درخت سے کٹ کر الگ پڑ گئی ہوں خود ٹوٹ کر علیحدہ ہو گئی ہوں یا کسی توڑنے والے نے ان کو توڑ دیا ہو۔

پس خشک ٹہنیوں کو عربی زبان میں ھشیم کہتے ہیں اسی لئے عربی میں جب تھشم الشجر کہیں تو اس کے معنے یہ ہوتے ہیں کہ درخت سوکھ کر گر گیا غرض سورۃ قمر میں اللہ تعالےٰ نے ہمیں یہ بتایا ہے کہ جس طرح وہ اپنی حکمت کاملہ سے انسان کو سبق دینے کے لئے درختوں کی ٹہنیوں یا خود درختوں سے اُن کی زندگی کو چھین لیتا ہے اسیطرح وہ انبیاء علیہم السلام کے منکرین پر اپنا عذاب نازل کرتا اور حیات اُن سے چھین لیتا ہے تب سے تم یہ سمجھ لو کہ جس شخص یا جس قوم میں روحانی طور پر زندگی کا سلسلہ ختم ہو جائے تو وہ اللہ تعالےٰ کی ناراضگی اور اس کے قہر کا مورد بن جاتی ہے اسی لئے جہاں ہمیں یہ سکھایا گیا ہے کہ تم

خاتمہ بالخیر کی دعا کرو

وہاں مخلص بندوں سے یہ بھی فرمایا ہے کہ تم اپنی اولاد کے لئے دعا کیا کرو کہ تمہارے لئے تمہاری اولاد قرۃ العین بنے۔ یعنی وہ تمہاری آنکھوں کی ٹھنڈک ثابت ہو۔ ایک کروڑ پتی شخص جس کا دین کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہوتا اور نہ قرآن کریم کی اُسے سمجھ ہوتی ہے اُس کے لئے اس کی اولاد قرۃ العین یعنی آنکھوں کی ٹھنڈک اس وقت بنتی ہے جس وقت وہ تجارت میں یا زراعت میں یا چالاکیوں میں یا دوسروں کی دولت کے استحصال میں بڑی مہارت حاصل کر لے لیکن ایک دیندار شخص جس کا اپنے رب سے زندہ تعلق ہوتا ہے اس کی اولاد تو اس کیلئے قرۃ العین اس وقت بنتی ہے جبکہ وہ دین دار بنے یعنی خدا تعالےٰ سے روحانی زندگی پائے گی اسی لئے اسلام نے تربیت اولاد پر بڑا زور دیا ہے۔ پس ہر شخص کے ساتھ موت لگی ہوئی ہے اسے یہ بات ہمیشہ نظروں کے سامنے رکھنی چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ نے اپنی رحمت سے اُسے جو روحانی زندگی عطا فرمائی ہے اس کا سلسلہ اس کی نسل میں بھی جاری رہے اور جو اس شخص کی اولاد ہے۔ اس کے بچے ہیں ان کو بھی یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ان کے بزرگ باپ نے اپنی زندگی میں اُن کے لئے ایک مثال قائم کی ہے اس مثال کے مطابق انہیں بھی اللہ تعالےٰ کی رضا اور پیار کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے تاکہ جو روحانی نعمتیں ان کے بزرگوں کو ملیں (یہ روحانی نعمتیں ورثہ میں نہیں ملا کرتیں بلکہ اللہ تعالےٰ کی راہ میں عظیم اور مقبول مجاہدہ کے بعد اللہ تعالےٰ کے فضل سے ملتی ہیں) وہ ان کے حصہ میں بھی آئیں تاکہ خاندان میں روحانی زندگی جاری و ساری رہے۔

آج جمعہ کے دن (ویسے تو یہ پچھلی رات کا واقعہ ہے لیکن میں آج اس لئے کہہ رہا ہوں کہ اسلامی کیلنڈر کی رو سے ہمارا دن غروبِ شمس سے شروع ہوتا ہے اس لئے ہمارے کیلنڈر کے لحاظ سے آج جمعہ کی رات) قریباً دس بج کر ۲۵ منٹ پر ہمارے ایک بزرگ بھائی

حضرت مرزا عزیز احمد صاحب

وفات پا گئے ہیں۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پوتے تھے۔ اپنے والد سے بھی پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حلقۂ بیعت میں آئے اور احمدی ہوئے اور اس طرح ان کی رُوحانی حیات شروع ہوئی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پھر وہ خلافت سے بھی وابستہ رہے پھر ان کے والد حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد خلافت ثانیہ میں عمر میں اپنے چھوٹے بھائی اور خدا تعالیٰ کی نگاہ میں امام وقت کے ہاتھ پر بیعت کرنے کی توفیق ملی۔

حضرت مرزا عزیز احمد صاحب رضی علی گڑھ یونیورسٹی میں اس وقت داخل ہوئے جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس دنیا میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور پھیلا رہے تھے۔ یعنی اس وقت قریباً جوانی کی عمر ہو چکی تھی آپ نے لمبی عمر پائی مجھے ان کی صحیح عمر تو یاد نہیں وفات کے وقت کم و بیش ۸۲ سال کی عمر تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بڑا لمبا عرصہ

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمت

کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ آپ بڑے بے نفس انسان تھے اور بڑے ہنس مکھ اور خوش مزاج انسان تھے اور بڑی دعائیں کرنے والے انسان تھے۔ اور انسان سے بڑا پیار کرنے والے انسان تھے۔ اور بچوں کی تربیت کا بڑا خیال رکھنے والے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو بڑا صبر عطا کر رکھا تھا۔ جب آپ کی پہلی بیوی وفات پا گئیں اور ان کے بطن سے ان کے دونوں بیٹے بھی فوت ہو گئے تو ان کی وفات کے صدمے کو انہوں نے بڑے صبر سے برداشت کیا۔ پھر جب حضرت میر محمد اسحاق صاحب رضی اللہ عنہ کی بڑی صاحبزادی سے آپ کی شادی ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے اس صبر کا اجر یہ عطا فرمایا کہ ان کی نسبتاً بڑی عمر میں دو اور بیٹے عطا فرمائے اور اللہ تعالیٰ کا یہ مزید پیار بھی حاصل ہوا کہ ان کے صبر اور رضا نے ان کی محبت کو دیکھ کر ان کے ہر دو بچوں کو اسلام کے لئے محبت رکھنے والے دل عطا فرمائے۔ آپ کے دونوں بیٹے واقف زندگی ہیں اور بڑے اخلاص سے سلسلہ کے کام کرنے والے ہیں۔ میں نے بتایا ہے کہ جس طرح کیلے کا پودا پھل دینے کے بعد اپنی جڑوں سے دو چار مزید پودے نکالتا ہے اور اس لحاظ سے ہم اُسے مردہ نہیں کہہ سکتے بلکہ اُس کا خاندان زندہ ہے اسی طرح حضرت مرزا عزیز احمد صاحب جسمانی لحاظ سے تو وفات پا گئے ہیں مگر وہ روحانی طور پر زندہ ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی نسل کو روحانی طور پر زندہ کیا اُن کو خدا کی راہ میں زندگی وقف کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ تاہم آپ کے بیٹوں پر اب ذمہ داری بھی آپڑی ہے۔ باپ کی زندگی میں بعض بچے بعض دفعہ کچھ لاپرواہ بھی ہو جایا کرتے ہیں۔ اگر وہ غلطی کریں تو باپ تصحیح کر دیتا ہے اُن کی غلطی کو دور کر دیتا ہے غرض وہ اُن کی ہر رنگ میں تربیت کرتا ہے۔ مگر جب انسان کو اپنی بقا کی ساری ذمہ داریاں اپنے کندھوں پر خود ہی اٹھانی پڑتی ہیں تو پھر اُسے خود ہی اپنا مربی بھی بننا پڑتا ہے اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ولنفسک علیک حق

کہ انسان پر اس کے نفس کا بھی حق ہے۔ پس انسانی زندگی میں جب یہ مرحلہ آتا ہے کہ اس کا بزرگ باپ داغ مفارقت دے جاتا ہے تو پھر کوئی باہر سے آکر اس کا مربی نہیں بنتا۔ اس صورت میں انسان خود اپنا استاد بھی ہوتا ہے اور اپنا شاگرد بھی ہوتا ہے یعنی خود اپنی تربیت بھی کر رہا ہوتا ہے اور دوسروں سے تربیت حاصل بھی کر رہا ہوتا ہے۔ غرض حضرت میاں عزیز احمد صاحب کی جدائی سے اُن کے بیٹوں کی ذمہ داریاں بڑھ گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے ہماری دعا ہے کہ وہ اپنے فضل سے حضرت میاں صاحب کی مغفرت فرمائے اور اُن کی اولاد کو اپنی ذمہ داریوں کو سمجھنے اور اُن کو نباہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

جیسا کہ میں نے ابھی بتایا ہے کہ اس دنیا میں بھی

زندگی کے بہت سے پہلو

ایسے ہیں جن کی بناء پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ موت کے سرچشمہ سے زندگی کے سوتے پھوٹتے ہیں چنانچہ حقیقی زندگی مسکراہٹ اور بشاشت کا دوسرا نام ہے۔ جو درخت مرجاتا ہے یا جب درخت مرجاتے ہیں تو باغ پر مُردنی چھا جاتی ہے لیکن جو درخت زندہ ہے اور اس کی زندگی کی علامت یہ ہے کہ سبزہ ہے اس کے پتوں پر۔ پھول ہیں اس کی ٹہنیوں پر اور وہ پھلوں سے لدا ہوا ہے تو گویا اس کی سرسبزی و شادابی اور اس کے پھول اور پھل اس کی دلآویز مسکراہٹوں کے مترادف ہیں یہی وجہ ہے کہ ہرے اور پھول دار درخت کے وجود میں شاعر مسکراہٹیں دیکھتا اور اپنے کلام کو پھولوں کی طرح خوشنما بناتا ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کے عاجز بندے ہیں۔ ہمیں روحانی حیات میں جو خوشیاں اور مسکراہٹیں اور بشاشتیں نظر آتی ہیں وہ ہمیں کہیں اور نظر نہیں آتیں چنانچہ

ربوہ ہماری مسکراہٹوں کا مرکز ہے

اس کی مسکراہٹیں قائم رہنی چاہئیں۔ اہل ربوہ کے چہروں پر بھی اور ربوہ کی فضاؤں میں بھی اور اس کی ہواؤں میں بھی مسکراہٹیں کھیلتی رہنی چاہئیں۔ ربوہ کی گلیوں میں بھی اور اس کی شاہراہوں پر بھی مسکراہٹیں نظر آنی چاہئیں۔

چنانچہ انہی مسکراہٹوں کو نمایاں کرنے کے لئے میں نے مجلس صحت کا اجراء کیا تھا اور اس کے قیام پر اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ اہل ربوہ گھروں میں کیلے انار اور کھلے میدانوں اور سڑکوں پر سایہ دار درخت لگا کر ربوہ کو ایک خوبصورت باغ کی شکل میں تبدیل کر دیں کیونکہ علاوہ اور بہت سے فوائد کے ہمیں لہلہاتے ہوئے درختوں میں خدا تعالیٰ کی قدرتیں جلوہ گر دکھائی دیتی ہیں جن سے انسان بہت سے جسمانی اور روحانی فائدے اُٹھا سکتا ہے چنانچہ میری اس تحریک پر پچھلے سال موسم خزاں کے آخر میں جو درخت لگائے گئے تھے مجلس صحت کی طرف سے موصول ہونے والی رپورٹ کے مطابق اُن پر جو حالت گذری اور جن حادثات کا ان کو سامنا کرنا پڑا خدا تعالیٰ درختوں کو بھی اور انسانوں کو بھی ایسے حادثات سے محفوظ رکھے۔ کچھ تو بچوں نے توڑ تاڑ دئے

میں کہتا ہوں

ایک احمدی طفل اگر درختوں کو توڑتا ہے تو اس کے ماں باپ ذمہ دار ہیں پھر کچھ درخت آندھیوں کی نذر ہو گئے۔ کچھ درختوں کو زندگی کا پانی نہیں ملا اور وہ مرجھا گئے۔ کچھ درختوں کو غذا نہیں دی گئی۔ درختوں کو غذا کی بھی ضرورت ہوتی ہے یعنی یہ بھی دیکھنا پڑتا ہے کہ جس جگہ درخت لگایا گیا ہے وہاں اس کے پنپنے کے لئے حالات سازگار ہیں یا نہیں۔ دو تین سال ہوئے ہم نے اپنی زمینوں پر ایک بڑ کا درخت لگایا۔ چنانچہ میں نے دیکھا کہ پہلے پہل اس کی شاخیں نکل آئیں اور وہ بڑا خوبصورت لگتا تھا لیکن جب موسم گرما

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آتا اور کورا پڑتا تو وہ مرجھا جاتا پھر گرمیوں میں اس کی جڑوں سے ایک اور شاخ نکل آتی تھی۔ دو سال تک ہم اس کے ساتھ اسے زندہ رکھنے کا کھیل کھیلتے رہے مگر بے سود۔ چند مہینے ہوئے ان سردیوں سے پہلے مجھے خیال آیا کہ یہ درخت تو بڑا مظلوم ہے۔ جس جگہ ہم نے اسے لگا رکھا ہے اس جگہ زمین کے دو فٹ نیچے ریت کی موٹی تہ شروع ہوتی ہے جس میں درخت کے لئے کوئی غذائیت موجود نہیں غذا نہ ملنے کی وجہ سے اس میں اتنی طاقت نہیں کہ وہ شدت سرما کا مقابلہ کر سکے۔ چنانچہ میں نے اس کے ارد گرد گوبر کی کھاد ڈلوا دی اور اب اتنی سخت سردی کے باوجود وہ بڑا اچھا اور سرسبز ہے اور بہت خوبصورت لگتا ہے۔ پس درختوں پر بھی گو اللہ تعالیٰ ہی کا قانون کارفرما ہے۔ اصل حکم تو اللہ تعالیٰ ہی کا چلتا ہے لیکن اس کے قانون کا ہمیں بھی خیال رکھنا پڑتا ہے۔ درختوں کی غذا بھی ضروری ہے اگر ان کو غذا نہ ملے تو وہ مرجھا جاتے ہیں۔

پس

گذشتہ سال کی شجرکاری

ایک تجربہ تھا جس میں درختوں کو ضائع کیا۔ عربی کا محاورہ ہے "ماضاع مالک ما وعظک" کہ جس مال کے ضائع ہونے سے تمہیں نصیحت حاصل ہو اور اس سے تم سبق سیکھو اس کو ضائع نہ سمجھو۔ اس لئے جو درخت ضائع ہو گئے ہیں اگر ان کی جگہ نئے درخت اس آنے والے موسم میں لگا دئے جائیں اور وہ چل نکلیں تو تلافی مافات ہو سکتی ہے۔ چنانچہ اب ۵ فروری کے بعد حکومت کے اعلان کے مطابق درخت لگانے کا موسم شروع ہو رہا ہے نگران مجلس صحت کہتے ہیں کہ انہوں نے اس موسم میں تین ہزار درخت لگانے کا انتظام کیا ہے میرے نزدیک یہ تعداد کم ہے۔ میں سمجھتا ہوں اور اس میں کوئی مشکل نہیں کہ ربوہ میں

دس ہزار درخت

لگنے چاہئیں۔ عام حوادث اور ناتجربہ کاری کے پیش نظر اگر پانچ ہزار یعنی پچاس فیصد درخت ضائع بھی ہو جائیں تب بھی میں پانچ ہزار درخت زندہ و سلامت دیکھنا چاہتا ہوں۔ جب اگلا موسم سرما آئے تو اتنے درخت اپنی عمر کے لحاظ سے اونچا قد نکال چکے ہوں۔ اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کیلئے احباب وہ خدا کی بتائی ہوئی تدبیر بھی کریں اور خدا کی بتائی ہوئی دعا بھی کریں خدا کے حضور جھکیں اس سے اس کا فضل مانگیں درختوں کے لگانے اور ان کی دیکھ بھال کی توفیق مانگیں عقل مانگیں۔ فراست مانگیں اپنے بچوں کی تربیت کی توفیق مانگیں میٹھا پانی مانگیں۔ وہ بڑا دیالو ہے۔ وہ ہر چیز دینے والا ہے۔ اپنی ضرورت کی ہر چیز اس سے مانگیں۔ میری یہ خواہش ہے کہ ربوہ میں درخت لگا کر اسے سرسبز و شاداب بنا دیا جائے۔ میں آپ پر یہ ذمہ داری ڈالتا ہوں یہ بڑا ضروری کام ہے اس میں پورے ذوق اور شوق کے ساتھ حصہ لیں۔

شجرکاری کی اہمیت کو گو سرکاری سطح پر بھی محسوس کیا جا رہا ہے لیکن پچھلے ۲۵ سال میں ہمارے ملک میں ہر سال کروڑوں درخت لگائے گئے اور قریباً کروڑوں درخت ہی ضائع بھی ہو گئے اگر ان میں سے نصف تعداد میں بھی درختوں کی حفاظت کرنے کے ہم قابل ہوتے تو اس وقت سارا پاکستان (ہوائی جہاز سے) ایک خوبصورت جنگل یا باغ نظر آتا لیکن اب ایسا نظر نہیں آتا کیونکہ درخت بہت کم ہیں اس لئے محض درختوں کے لگانے پر خوشی کا اعلان جہالت کا اعلان ہے۔ جب درخت بڑے ہو جائیں جب انسان کے اس زمانہ پر خود درخت کا سبزہ اور اس کی خوبصورتی گواہی دے کہ گویا انسان نے خدا تعالیٰ کے قانون کو سمجھا اور بروقت ضرورت اس کا استعمال کیا۔ اور اس استعمال میں اس نے محنت کی اور خدا تعالیٰ سے دعا کی اور اس طرح اس کے فضل کو حاصل کیا یہ تو خوشی کی بات ہے لیکن یہ تو خوشی کی بات نہیں کہ ۲۵ سال تک قوم ہر سال کروڑوں درخت لگائے اور ہر سال کروڑوں درختوں کو ضائع بھی کر دے۔ یہ تو بڑی شرم کی بات ہے یہ تو بڑی نالائقی کی بات ہے۔ اس سے تو گردنیں جھک جانی چاہئیں۔ گردنیں اکڑنی نہیں چاہئیں

ہماری دعا ہے

کہ اللہ تعالیٰ ہماری قوم کو بھی بہترین شجرکاری اور ان کی حفاظت کی توفیق عطا فرمائے اور آپ کو بھی جو میرے پہلے مخاطب ہیں اس کام کی کماحقہ توفیق عطا ہو کیونکہ آپ کی ذمہ داری دوسروں سے بہرحال زیادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو روحانی قیادت آپ کے ہاتھ میں دی ہے اس لئے ہر احمدی نے زندگی کے ہر شعبہ میں دوسروں سے آگے نکلنا ہے۔ یہ ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے جس سے عہدہ برآ ہونے کے لئے ہر احمدی دوست کو انتہائی کوشش کرنی چاہئیے

جہاں تک درختوں کے لئے پانی کا تعلق ہے اس کی ابتدا میں نے اس طرح کی کہ دو ایسے محلے جن میں اس وقت پانی بالکل نہیں یا بہت کم ہے۔ پینے کے لئے بھی دقت ہے وہاں اہل محلہ اور مرکز کے باہمی مشورہ اور تعاون سے نلکے لگوا دئے جائیں گے۔ اس طرح پانی کی ضرورت پوری ہو جائے گی۔ میں نے بعد میں بھی اعلان کیا تھا کہ دوسرے محلے میں بھی پانی کی ضرورت ہو تو وہ بھی اس قسم کے پروگرام میں شامل ہو جائیں مجھے رپورٹ ملی ہے کہ ایک اور محلے نے بھی اس طرف توجہ کی ہے تاہم ابھی تک کوئی خوش کن نتیجہ سامنے نہیں آیا یوں لگتا ہے یہ محلے خود بے حس خرگوش میں پڑے ہوئے ہیں۔ ترقی کے لئے کچھوے کی طرح کی آہستہ آہستہ حرکت تو کوئی حرکت نہیں ہے حالانکہ انسانی صحت کے لئے پانی بہت ضروری ہے لیکن پانی پینے کی کچھ عادت بھی پڑ گئی ہے اس لئے میٹھے پانی کے انتظام کے لئے فوری توجہ نہیں دی جا رہی۔ علاوہ پینے کی ضرورت کے اگر ہم نے درختوں کے لئے پانی کا انتظام کرنا ہے تو پھر چونکہ فروری کے آخر سے درخت لگانے کا موسم شروع ہو رہا ہے اس سے پہلے یہ کنوئیں چالو ہونے چاہئیں۔ یہ تو نہیں ہو سکتا کہ مثلاً جس وقت گندم لگانے کا موسم ختم ہو جائے اس وقت ہم یہ کہہ دیں کہ ہم نے کھاد کی صحیح تقسیم کا اعلان کر دیا۔ نتیجہ اسی کام کا نکلا کرتا ہے جس کو

خدائی قانون کے مطابق

وقت پر کیا جائے بے وقت کام کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا کرتا۔ اسی لئے عمل صالح میں حالات کے مطابق کام کرنے کی شرط بھی شامل ہے یعنی جو کام کرنے کا وقت ہے اس کو بھی ملحوظ رکھنا پڑتا ہے۔

جیسا کہ میں نے بتایا ہے درخت لگانے کا موسم سال میں ایک دفعہ فروری مارچ میں آتا ہے اگر اس موسم کی بجائے دسمبر جنوری میں درخت لگائے جائیں تو ظاہر ہے کہ جہاں تک درخت لگانے کا سوال ہے یہ عمل صالح نہیں کہلائے گا کیونکہ خدا تعالیٰ نے یہ موسم درخت لگانے کا نہیں درختوں کے سلانے کا رکھا ہے۔ بعض درخت بہت گہری اور لمبی نیند لیتے ہیں مثلاً سیب کا درخت ہے یہ ایسی جگہ ہوتا ہے جہاں اسے پانچ چھ مہینے کی نیند مل جائے اتنی لمبی نیند اسے کشمیر میں ہی ملتی ہے اس لئے کشمیر کا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سیب بہت مشہور ہے۔ غرض جہاں بھی ایسا موسم ہوگا وہاں کا سیب بہت اچھا ہوگا اسی لئے اب سوات میں بھی بہت اچھے سیب ہونے لگ گئے ہیں۔

سیب کی بعض قسمیں

ایسی بھی ہیں جن کے درخت چودہ چودہ ہزار فٹ کی بلندی پر ہوتے ہیں اور وہ آٹھ مہینے تک نیند لیتے ہیں۔ پس جس وقت درختوں کے سونے کا وقت ہوتا ہے اس وقت اگر آپ درخت لگائیں گے تو وہ مر جائیں گے کیونکہ اس موسم میں کوئی درخت جڑ نہیں پکڑے گا۔

غرض وہی کام نتیجہ خیز ہوتا ہے جسے وقت پر کیا جائے۔ بے وقت کا کام بتاتا ہے کہ کام کرنے والے شخص کو اپنے کام سے پیار نہیں ہے وہ تو یونہی بیگار کاٹ رہا ہے۔ ہمارے اس کام کی جو پہلی سٹیج ہے یا اس کا جو پہلا قدم ہے وہ دو کنوئیں لگانے کا تو یقیناً ہے اگر کسی اور محلے میں تیسرے کنوئیں کے لگانے کا پروگرام بھی شامل ہو، اور وہ محلہ اپنے آپ کو حقدار بنا لے تو اس کو بھی حصہ مل جائے گا لیکن اگر وہ فی الواقعہ حقدار نہ ہو تو اسے کوئی حصہ نہیں ملے گا۔ ۲۰-۲۵ فروری سے پہلے پہلے یہ کنوئیں بہرحال چالو ہو جانے چاہئیں۔ اسی طرح اگر درخت فروری میں لگانے ہیں تو ابھی سے ان کے لئے گڑھے کھود لینے چاہئیں مجھے یہ رپورٹ ملی ہے کہ محلے اس طرف توجہ نہیں کر رہے

تمام محلوں کو چاہئے

کہ وہ ابھی سے گڑھے کھودنے کا کام شروع کر دیں گڑھے کھود کر ان میں مٹی، بھل، ڈال دی جائے۔ پھر جس قسم کی کھاد درختوں کے لئے موزوں ہوتی ہے مہیا کی جائے۔ درختوں کے لگانے کے بعد ان کی حفاظت کی جائے۔ جو بچے درختوں کو نقصان پہنچاتے ہیں ان کو وہاں کا نگران بنا دیا جائے آپ ان سے کہیں کہ تم ان درختوں کی حفاظت کے ذمہ دار ہو۔ جتنے درخت لگیں گے ان میں سے نصف تو آپ نے انشاء اللہ ضرور پالنے ہیں۔ ان ۵۰٪ میں سے جتنے درخت آپ نہ پال سکیں مثلاً کسی جگہ سو درخت پلنے ہیں (دو صد میں سے) ان میں سے آپ ۹۵ کو پال سکے ہیں اور ۵ ضائع ہو گئے ہیں تو آپ مجلس میں مشورہ کر کے یہ فیصلہ کریں کہ آپ اہل محلہ اپنے اوپر دس روپے فی درخت اجتماعی جرمانہ ادا کریں گے اور اس طرح جو رقم جمع ہوگی وہ شجرکاری ہی پر خرچ ہوا کرے گی۔

پس تمام محلوں کے صدر صاحبان کو میں یہ ہدایت کرتا ہوں کہ وہ آج شام کو اپنی مجالس عاملہ کو اکٹھا کر کے باہمی مشورہ سے اپنے اپنے حالات کے مطابق یہ طے کر لیں کہ پچاس فی صد میں سے ضائع ہونے والے درختوں پر فی درخت دس روپے یا ساڑھے نو روپے یا سوا نو روپے یا نو روپے دو آنے تک محلہ جرمانہ ادا کرے گا حالات کے مطابق میرے مشورہ سے تبدیلی بھی ہو سکتی ہے۔

دوسرے

مجلس صحت کے نگران

کو چاہئے کہ وہ تین ہزار کی بجائے دس ہزار درختوں کے منگوانے کا انتظام کریں ۔ ۔ ۔ حکومت پانچ پیسے فی درخت یعنی پانچ روپے فی سینکڑہ کے حساب سے درخت دیتی ہے۔ یہ بڑا سستا سودا ہے۔ تاہم یہ بھی ہو سکتا ہے کہ کچھ دوست، یا کچھ محلے ایسے ہوں جو اتنی رقم بھی خرچ نہ کر سکتے ہوں لیکن اگر وہ یہ فیصلہ کر لیں کہ درخت ضائع ہونے کی صورت میں وہ نو دس روپے جرمانہ ادا کریں گے تو ہم ان کو شروع میں درخت مفت دے دیں گے اگر وہ ہم سے زائد قیمت پر درخت خرید لیں تو پھر ان کو جرمانہ نہیں ہوگا جو انہوں نے خود ہی اپنے اوپر عاید کرنا ہے۔ پھر وہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے چونکہ زیادہ پیسے دے کر درخت خریدے ہیں اور گویا شروع میں جرمانہ ادا کر دیا ہے اس لئے اب ہم سے نہ لو۔

بہرحال درخت لگنے چاہئیں سڑکوں کے کناروں پر اور کھلے میدانوں میں ہر جگہ درخت لگنے چاہئیں۔ فی الحال اُن جگہوں پر بھی درخت لگا دیں جہاں مثلاً کسی کا مکان بننے والا ہے۔ اس سلسلہ میں جماعت کی طرف سے یہ اعلان کر دیتا ہوں کہ جن دوستوں کے قطعات میں ابھی تک مکان تعمیر نہیں ہوئے اُن میں بھی درخت لگا دیئے جائیں جب وہ مکان بنائیں تو درخت کاٹ لئے جائیں ان کو کوئی نقصان نہیں ہوگا۔ بلکہ اُن کی زمین اچھی ہو جائے گی تاہم اس شخص کا جس نے ابھی اپنے قطعہ زمین پر مکان نہیں بنایا حق ہے کہ وہ کہے کہ میں ایسا نہیں کرنے دوں گا اس لئے وہ شخص جو یہ سمجھتا ہے کہ اس نے اپنے قطعہ میں جلدی مکان بنانا ہے اس لئے اجتماعی درخت نہیں لگنے چاہئیں وہ نظارت امور عامہ کو اطلاع دے دے ہم اس کے قطعہ میں درخت نہیں لگائیں گے لیکن جو شخص اطلاع نہیں دے گا تو جس طرح کنواری بچی سے اس کے نکاح کے موقع پر رضامندی لی جاتی ہے کہ اگر وہ شرم کے مارے خاموش رہے تو اس کی خاموشی رضامندی سمجھ لی جاتی ہے اسی طرح

خالی قطعات کے مالکان

کی خاموشی بھی رضامندی متصور ہوگی جو شخص یہ کہے گا کہ اس کے قطعہ میں درخت نہ لگائے جائیں تو محلہ ذمہ دار ہے۔ اس کے قطعہ میں درخت نہیں لگے گا تاہم ایسے لوگوں کو میں یہ بتا دیتا ہوں کہ اس طرح اُن کے لئے فائدہ ہے درختوں سے زمین کی شکل بدل جاتی ہے۔ پس اجازت دینا اُن کا کام ہے میرا اور آپ کا کام نہیں ہے۔

یہ تو تھی زندگی اور موت کی حقیقت جس کو میں نے اس وقت مختصراً بیان کیا ہے۔ اب میں ایک بڑی دکھ دہ اور خطرناک خبر کے متعلق بھی کچھ کہنا چاہتا ہوں جو آج کے اخبارات میں چھپی ہے چونکہ وہ اخباری خبر ہے اس لئے ہو سکتا ہے کہ وہ درست نہ ہو یا کیونکہ وہ اخباری خبر ہے ہو سکتا ہے اس کے الفاظ درست نہ ہوں یا اس سے ملتے جلتے الفاظ ہوں۔ اگر یہ خبر صحیح ہے تو میں اس کے متعلق کچھ کہنے پر اپنے آپ کو مجبور پاتا ہوں۔ میں اس بارہ میں خاموش نہیں رہ سکتا۔ آج میں اس کے متعلق کچھ باتیں اصولی طور پر بیان کر دیتا ہوں۔ اصل الفاظ معلوم ہو جانے پر اس کے متعلق قرآن کریم ہی کی روشنی میں زیادہ تفصیل سے اہل ملک کو اس سے متعارف کرانے کی کوشش کروں گا۔

خبر یہ ہے کہ آج ۲۶ جنوری کے روزنامہ مشرق لاہور میں چھپا ہے کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پنجاب اسمبلی میں ایک صاحب نے

قانون کا ایک مسودہ

پیش کیا ہے اور یہ تجویز کیا ہے کہ کسی اخبار یا رسالہ یا دوسری مطبوعات میں جب قرآن کریم کی کسی آیت کا حوالہ دینا مطلوب ہو تو قرآن کریم کی اصل آیت درج کرنے کی بجائے اس کا ترجمہ لکھا جائے یعنی قرآن کریم کے الفاظ کسی اخبار یا کسی رسالے یا کسی کتاب میں نہ چھاپے جائیں۔

انا للہ و انا الیہ راجعون

اس سلسلہ میں یہ وسوسہ پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ اخبارات وغیرہ میں چھپنے کی وجہ سے قرآن کریم کی آیات کی بے حرمتی ہوتی ہے گویا ان کی تحریم کے لئے یہ مسودہ قانون پیش کیا گیا ہے۔ مگر انہوں نے یہ نہیں سوچا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا نام بھی تو بڑا ہی مبارک اور قابل صد احترام ہے۔ پھر کل یہ بل پیش ہو جائے گا کہ کسی اخبار میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم مبارک شائع نہ کیا جائے۔ یہ سلسلہ یہیں ختم نہیں ہوگا بلکہ بڑھتے بڑھتے اس سب سے بزرگ و برتر اور حرمت و احترام اور بزرگی اور نیکی اور تقدس کے سرچشمہ یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات والا صفات تک جا پہنچے گا جس کا قرآن کریم میں جا بجا ذکر آتا ہے۔ چنانچہ پھر ایک بل یہ پیش ہو جائے گا کہ کسی اخبار یا رسالے یا مطبوعات میں اللہ تعالیٰ کا نام شائع نہ کیا جائے۔

میں یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ اسلام دشمنی کے نتیجہ میں یہ مسودہ قانون پیش کیا گیا ہے کیونکہ ہمیں یہ حکم ہے کہ حسنِ ظن کی راہ کو اختیار کیا جائے۔ پس میں یہ الزام نہیں دیتا کہ اسلام کے خلاف جان بوجھ کر یہ حملہ کیا گیا ہے لیکن میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ یہ ذہنیت صرف اس شخص کی ہو سکتی ہے جس کو اسلام کے الف اور با سے بھی واقفیت نہ ہو۔

غرض یہ اسلام دشمنی کے نتیجہ میں نہیں بلکہ اسلام سے ناواقفیت کے نتیجہ میں اور

قرآن کریم اور اس کی افادیت

کو نہ سمجھنے کی وجہ سے یہ مسودہ پیش کیا گیا ہے۔ میرا نفس یہ مطالبہ نہیں کرتا کہ اس مسودہ کو اکثریت رد کر دے بلکہ میرا نفس پاکستانی شہریوں سے یہ مطالبہ کرتا ہے کہ اس شخص کو سمجھایا جائے کہ وہ اپنا مسودہ واپس لے لے کیونکہ اس کا اسمبلی میں پیش ہو کر زیر بحث آنا بھی میرے نزدیک قرآن کریم کی بے حرمتی ہے۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ اگر حرمت قرآن کریم کے لئے یہ قانون بنایا گیا ہے کہ قرآن کریم کی کوئی آیت نہ کسی اخبار میں نہ کسی رسالہ میں اور نہ کسی کتاب میں عربی الفاظ میں لکھی جائے گی اور اسے حرمت قرار دیا جائے گا اور اسے درست سمجھ لیا جائے گا تو پھر اس کا مطلب یہ ہو گا کہ وہ تمام کتب جو امت محمدیہ میں ہمارے بزرگ اور اولیاء اللہ نے لکھی ہیں جن میں وہ اپنے استدلال کو ثابت کرنے کے لئے قرآن کریم کی آیت پر آیت درج کرتے چلے گئے ہیں ان سب کی اشاعت بھی یہاں بند ہو جائے گی اور اگر بند نہیں ہو گی تو عقلاً یہ قانون نامعقول ٹھہرے گا کیونکہ مطلوب ہے۔

قرآن کریم کی آیات کی حرمت

اور طریقہ یہ اختیار کیا گیا ہے کہ کسی کتاب اور رسالہ میں نہ چھپے تو پھر جو کتابیں پہلے چھپ چکی ہیں جن میں آیات کی بے حرمتی کا اسی طرح سوال ہے جس طرح رسالوں میں ہے تو پھر ان کتابوں کی اشاعت کی اجازت کیسے دی جا سکتی ہے اگر آپ نے شائع نہیں کرنیں تو مثلاً ھدایہ (جو فقہ کی مشہور کتاب ہے) اور حدیث کی ساری کتابیں تو گئیں پھر تو صحیح بخاری شائع نہیں ہو گی کیونکہ اس میں قرآن کریم کی آیات لکھی گئی ہیں۔ اسی طرح حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کوئی کتاب شائع نہیں ہو گی۔ علی ہذا القیاس اللہ تعالیٰ کے وہ سینکڑوں ہزاروں محبوب بندے جن کو اللہ تعالیٰ نے خود معلم بن کر قرآن کریم کے رموز و اسرار سکھائے تھے ان کی کتابوں کی اشاعت بند ہو جائے گی

تجویز پیش کنندہ کہتے ہیں ورق پھٹ جاتے ہیں۔ ادھر ادھر بکھر جاتے ہیں تو آیات کی بے حرمتی ہوتی ہے اس لئے قرآن کریم کی آیات نہیں چھپ سکتیں لیکن جس طرح بخاری شریف کے اوراق جن پر قرآن کریم کی آیات ہوں وہ پھٹ سکتے ہیں اور بکھر سکتے ہیں اور تمہارے نزدیک بے حرمتی ہوتی ہے اسی طرح قرآن کریم مترجم کے اوراق بھی پھٹ سکتے ہیں اور بکھر سکتے ہیں اور تمہارے نزدیک ان کی بے حرمتی ہوتی ہے تو اس واسطے

قرآن کریم مترجم کی اشاعت

بھی بند ہونی چاہیے یعنی اگر غلطی کی حد تک اس نامعقول تجویز پر عمل کیا جائے تو پھر بھی مشکل بنتی ہے۔ پھر تو سب سے زیادہ مشکل ہو جائے گا۔ خود قرآن کریم کا متن شائع کرنا۔ کیونکہ قرآن کریم کا ترجمہ تو عام طور پر بڑی عمر کے آدمی کے ہاتھ میں نظر آتا ہے مثلاً آٹھویں نویں کا طالب علم ہے اور سمجھدار ہے یا کالج کے طلباء ہیں یا دوسرے پڑھے لکھے لوگ قرآن کریم کو ترجمہ کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ اگر ان سے بے احتیاطی ہو سکتی ہے۔ تو ایک بچہ جو پہلی جماعت میں پڑھتا ہے اور اس نے قرآن کریم ناظرہ پڑھنا شروع کیا کیا اس سے بے احتیاطی نہیں ہو سکتی۔ اس سے بھی بعض دفعہ قرآن کریم پھٹتا ہے کیونکہ بچہ بچہ ہی ہوتا ہے۔ خود مجھ سے بچپن میں قرآن کریم پڑھتے وقت دو تین قرآن کریم کے کسی جگہ سے اوراق پھٹ جاتے رہے۔ پس بچوں سے بے احتیاطی ہو جاتی ہے۔ اب ہم اپنے بچوں کو پڑھاتے ہیں تو وہ قرآن کریم کے صفحے پھاڑ دیتے ہیں اس لئے ہم نے پہلے پانچ پارے اور آخری پارہ (جو بالعموم بچوں کو پہلے پڑھایا جاتا ہے) الگ طور پر ایک ایک پارہ کر کے شائع کیا ہے تاکہ جو بچہ اپنے بچپن کی وجہ سے بے احتیاطی کے نتیجہ میں اوراق پھاڑ دیتا ہے اُسے ہر دفعہ زیادہ قیمت پر ایک نیا قرآن کریم خریدنا نہ پڑے مثلاً اگر کسی بچے کا قرآن کریم پڑھتے وقت پہلا پارہ ختم ہونے سے پہلے پھٹ گیا تو نیا پارہ دس بیس پیسے میں مل جاتا ہے لیکن سارا قرآن کریم اُسے پانچ چھ روپے میں ملتا ہے۔ پس سب سے زیادہ بے حرمتی کا (اگر یہ بے حرمتی ہے) تو قرآن کریم کے متن کو خدشہ ہے۔ اس لئے تم کہو گے قرآن کریم کے متن کو شائع کرنا بند کر دو۔ پھر تم جا کر شیطان کی گود میں بیٹھو۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں کس طرح بیٹھ سکتے ہو۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں نے بتایا ہے کہ

ایک احمدی کا مقام

عقل و فراست کے لحاظ سے بھی بڑا اونچا ہے ہم قرآن کریم کی ہر آیت بلکہ اس کے ہر لفظ اور ہر شعشے کی حرمت کے لفظی اور معنوی ہر دو لحاظ سے قائل اور اس کی تعلیمات پر چلنے والے ہیں۔ لیکن ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ یہ تجویز ایسی ہے کہ اس سے بالآخر قرآن کریم کی اشاعت کے بند ہونے کا خدشہ ہے۔ بے حرمتی کا تدارک اپنی جگہ نہایت ضروری ہے لیکن قرآن کریم اور اس کی آیات کی ہمہ گیر افادیت اور عالمگیر اشاعت کے پیش نظر اس قسم کی پابندی نہ عقلاً صحیح ہے اور نہ مذہباً جائز۔ اس لئے ہم حسن ظن رکھتے ہوئے اس شخص کو اسلام دشمن نہیں سمجھتے البتہ اسلام سے ناواقف ضرور سمجھتے ہیں دوسرے یہ کہ نہ صرف اسلامی تعلیم سے بے بہرہ بلکہ اس نے عقل کے جو عام تقاضے ہیں ان کو بھی مدنظر نہیں رکھا تیسرے میں نے اس وقت اپنے پاکستانی بھائیوں سے یہ عرض کیا ہے کہ تجویز کنندہ کو سمجھایا جائے دلیل کے ساتھ اور پیار کے ساتھ کہ وہ اس قسم کا غلط مسودہ قانون واپس لے لیں۔ کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے ملک میں کسی اسمبلی میں اس کا پیش ہو کر رد ہو جانا بھی

قرآن کریم کی بے حرمتی

ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کو ہماری زندگیوں پر حاوی کر کے بھیجا ہے اس کو تو ہم نے اپنے سینے سے لگانا ہے تاکہ اس کے نور سے ہمارے سینے کے داغ دھل جائیں۔ اور ظلمات چھٹ جائیں

میں نے پچھلے سال چند خطبات یارب ان قومی اتخذوا هذا القرآن مهجورًا پر دیئے تھے میں نے ان خطبات میں بھی قرآن کریم کے بارہ میں اس قسم کے توہمات اور غلط باتوں اور ان کے ازالہ کی طرف توجہ دلائی تھی مگر آج تو میں روزنامہ مشرق کی یہ خبر پڑھ کر سخت پریشان ہوا ہوں۔

قرآن کریم ہماری جان ہے

اس لئے یہ کہنا کہ ایک مسلمان اپنی جان کو چھوڑ سکتا ہے درست نہیں اس طرح وہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ اگر مسلمان نے انفرادی اور اجتماعی ہر دو رنگ میں زندگی کو حاصل کرنا ہے یعنی اس نے زندہ رہنا اور باقی رہنا اور ترقیات حاصل کرنی ہیں تو اسے قرآن کریم کو اپنی زندگی کی روح رواں بنانا پڑے گا بلکہ میں تو کہتا ہوں قرآن کریم اس کی روح کی بھی روح ہے اس کی زندگی اور اس کے جسم کی حرارت ہے اس کے دل کی دھڑکن ہے اور اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اس عظمت اور خوبیوں کے مالک قرآن کریم کو تم کیسے دور کر دو گے یا اس کی آیات کو کتابوں سے کیسے الگ کر دو گے۔

پس جیسا کہ میں نے مختصراً بتایا ہے یہ بات بظاہر نامعقول بھی ہے اور ہو سکتا ہے کہ "مشرق" نے اپنے جن الفاظ میں پیش کیا ہے وہ اصل حقیقت پر مبنی نہ ہو۔ اس وقت میں نے اس "اگر" کے ساتھ کچھ اظہار خیال کیا ہے کیونکہ میں آج کے دن آج کی اس خبر کے متعلق کچھ کہنا چاہتا تھا۔ ہم اس مسودہ کے اصل الفاظ منگوانے کی کوشش کریں گے اس وقت تک ہم اس کے متعلق مزید کچھ نہیں کہنا چاہتے۔ اس بارہ میں غصہ کرنے کی بات نہیں نہ خفگی کی ضرورت ہے۔ اور نہ ہی طیش میں آنے کی ضرورت ہے۔ قرآن کریم کے متعلق یہ بات ہو رہی ہے جو خود پیار کا ایک ٹھاٹھیں مارتا سمندر ہے۔ جس نے کبھی ختم نہیں ہونا۔ یہ پیار ہی ہے جس سے اس نے دنیا کو رام کیا اور اسلام کی صداقتوں کا قائل کیا اور لوگوں کے دلوں کو جیت لیا۔ آئندہ جیتے گا اس کام کے لئے جماعت احمدیہ کو قائم کیا گیا ہے اس لئے ایسے موقع پر

پیار کے ساتھ سمجھانا

ضروری ہے پس غصہ کے اظہار کے بغیر آپ اسے بڑے پیار سے لکھیں کہ غفلت سے یا لاعلمی کے نتیجہ میں آپ سے یہ غلطی ہو گئی ہے اس قسم کا بل پیش نہیں ہونا چاہیئے یہ ہمارے دلوں کو دکھانے والا مسودہ ہے اس کو واپس لے لینا چاہیئے۔

میری دعا ہے اللہ تعالیٰ سب کو سمجھ عطا فرمائے اور اس قسم کی باتوں سے بچنے کی توفیق بخشے۔ اصل مسودہ کے الفاظ منگوا کر اگر ضرورت سمجھی تو میں انشاء اللہ زیادہ تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالوں گا بہرحال یہ ایسی بات نہیں ہے جس پر کوئی مسلمان فرقہ خاموش رہ سکے۔ یہ صحیح ہے کہ آج کل تکفیر کا بازار گرم ہے لیکن یہ بھی صحیح ہے کہ سب فرقوں کا یہ دعویٰ ہے کہ

قرآن کریم ایک نور ہے

اس دعویٰ کے مطابق اس بارہ میں ہر مسلمان کا ردعمل ہونا چاہیئے تاکہ دنیا پر ثابت ہو جائے کہ قرآن کریم کے متعلق مسلمانوں کا دعویٰ صحیح ہے

مالی قربانیوں میں اضافہ فرمائیں

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"خدا تعالیٰ نے اسے (جماعت احمدیہ کو) اس لئے قائم کیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے اسلام کو ساری دنیا میں غالب کرے۔ پس یہ وہ عظیم مقصد ہے جس کے مطابق ہم عمل کریں گے اور انشاء اللہ اسلام کو ساری دنیا پر غالب کر کے دم لیں گے"

ہمارے مجاہدین تحریک جدید کو چاہیئے کہ وہ اپنے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے مذکورہ بالا پاکیزہ عزم کے پیش نظر اپنی مالی قربانیوں میں اضافہ ہی نہیں بلکہ اپنے کئے ہوئے وعدوں کی جلد از جلد ادائیگی کر کے اللہ تعالیٰ سے اس کے خاص الخاص فضلوں کے وارث ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس مقصد عظیم میں کامیاب و کامران فرمائے۔ آمین۔

(وکیل المال اول تحریک جدید ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہر قسم کی اعلیٰ کوالٹی پاپلین لٹھا کیمرک لان فلالین رنگدار و پرنٹ بنانے والے

سفینہ ڈائنگ اینڈ پرنٹنگ ورکس

مقبول روڈ لائلپور

فون ملز ۷۹۴۶ — فون آفس گول کچہری ۲۳۵۴

فون آفس منڈی گلی ۲۴۸۳

ہر شہر کی مارکیٹ سے سفینہ کا مال طلب کریں

مکرم ناصر احمد صاحب ملہی متعلم جامعہ احمدیہ ربوہ لکھتے ہیں:۔
"مجھے پیٹ کی خرابی اور پیچش ۵ ماہ اکتوبر میں ہوئی تھی۔ انگریزی ادویات کے استعمال سے وقتی فائدہ ہوتا تھا بعد میں پھر حملہ ہو جاتا تھا ہومیوپیتھک ڈائجسٹین کے ایک ماہ کے استعمال سے مکمل آرام آگیا ہے"
قیمت ۔/۳ ڈاک خرچ ۷۰/۱
ڈاکٹر راجہ ہومیو اینڈ کیمیکل گولبازار ربوہ
پروڈکشن برانچ ۶۰۷

تریاق اٹھرا اٹھرا کے علاج کے لئے کورس ۲۰ روپے ★ **نور نظر** اولاد نرینہ کیلئے کورس ۲۵ روپے **خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ ربوہ** فون نمبر ۵

قابل فروخت مکان

باموقع نیا تعمیر شدہ پانی میٹھا رقبہ دس مرلے واقع محلہ دارالنصر غربی نزد مسجد سرگودہا روڈ کے قریب۔
م۔د معرفت منشی محمد دارالیمن غربی ربوہ پر رابطہ قائم کیجئے

ہر قسم کا سامان سائنس و اچھی نرخوں پر خریدنے کیلئے

الائیڈ سائنٹیفک سٹور فون ۶۴۵۰
گنپت روڈ لاہور کو ہمیشہ یاد رکھیں!

اسلام کی روز افزوں ترقی کا علمبردار
ماہنامہ **تحریک جدید** ربوہ
آپ خود بھی یہ ماہنامہ پڑھیں اور اپنے غیر از جماعت دوستوں کو بھی پڑھائیں۔ سالانہ قیمت ۔/۲

مرض اٹھرا کا شافی علاج حبوب مفید اٹھرا چھ صد گولیاں ۲۰ روپے **ناصر دواخانہ** ربوہ فون نمبر ۵۲۴ ★ گول کچہری بازار لائلپور فون ۷۰۵۴

سرگودھا اور گوجرانوالہ کے درمیان
سبک رفتار، وقت کی پابند اور قابل اعتماد
کراؤن بس سروس
کی بسوں پر سفر کیجئے۔ (مینیجر)

کاغذ اور **گتہ**
بازار سے رعایتی نرخوں پر خریدنے کے لئے
پیپر کارنر گنپت روڈ لاہور فون ۶۴۵۲۳ پر تشریف لائیں
ملک عبد اللطیف ستکوہی فون نمبر ۶۲۵۱۶ ★ ملک محمد حنیف فون نمبر ۶۲۵۱۸

ہمیشہ اپنی قابل اعتماد سروس
یونائیٹڈ ملٹی ایکسپریس سرگودہا
کی آرام دہ بسوں پر سفر کیا کریں۔ (مینیجر)

جرمولین رجسٹرڈ نئی اور پرانی خارش۔ داد، چنبل، کیل چھائیوں اور جملہ جلدی امراض کیلئے زود اثر مرہم۔ ہر دوا فروش سے خریدیں۔ قیمت ایک روپیہ **حمیدیہ دواخانہ عبداللہ پور لائلپور**

درخواست دعا

میرے بیٹے عزیزم محمد داؤد منیر متعلم ایم اے کا میو ہسپتال لاہور میں اپریشن ہوا ہے۔ زخم جلد مندمل نہیں ہو رہا۔ اور بخار کی شکایت بھی ہو گئی ہے۔ احباب جماعت سے اس کی صحت کاملہ کے لئے عاجزانہ درخواست دعا ہے۔
(محمد اسماعیل منیر سیکرٹری مجلس نصرت جہاں۔ ربوہ)

بواسیر PILES

مکرمی ڈاکٹر نذیر احمد صاحب خادم لاکھا روڈ ضلع نواب شاہ لکھتے ہیں:۔
"خاکسار نے بواسیر خونی و بادی ہر دو اقسام کے لئے اپنی پریکٹس کے دوران چار مریضوں کو آپ کی دوائی PILES CURE استعمال کروائی خدا کے فضل سے چاروں مریض پوری طرح صحت یاب ہو گئے۔ الحمدللہ۔ اس کامیاب مجرب دوائی کی ایجاد پر آپ کو مبارکباد پیش کرتے ہوئے نہایت خوشی محسوس کرتا ہوں" قیمت مکمل کورس ۔/۱۰ ڈاک خرچ ۷۰/۱ وی پی ۷۰/۱۱
کیور یو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ لاہور۔ کراچی
گولبازار ربوہ۔ فون نمبر ۶۰۶ پروڈکشن برانچ ۶۰۷

شہرین شہرین شہرین
مرض اٹھرا کی موثر ترین دوائی
حکیم نظام جان اینڈ سنز
ربوہ ★ ٹنڈو محمد خان ★ گوجرانوالہ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴